بسم اللہ الرحمن الرحیم

خودکشی

اسلام میں حرام ہے

دینیات

DEENIYAT

پہلا ایڈیشن

ماہِ جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ مطابق ماہِ مارچ ۲۰۱۴ء

مرتب
اہم چیریٹیبل ٹرسٹ
ادارۂ دینیات

Compiler
Ahem Charitable Trust
IDAAR-E-DEENIYAT

249, Bellasis Road, Near Mumbai Central, Mumbai 400008.
Tel.:022 23051111 - Fax : 022 23051144
Email : info@deeniyat.com - Website : www.deeniyat.com

پیش لفظ

مذہب اسلام میں انسانی جان کی بڑی قدر و قیمت ہے ، اسی لیے اس نے جہاں دوسرے کسی انسان کی جان کو ناحق ہلاک کرنے سے منع کیا ہے، وہیں اس نے انسان کو خود اپنی جان بھی ہلاک کرنے سے روکا ہے ؛ بلکہ اس پر سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ انسان کا اپنی جان کو ہلاک کرلینا جسے ''خودکشی'' کہا جاتا ہے، شریعت اسلام کی نظر میں حرام ہے۔

خودکشی تو بہت دور کی بات ہے، اسلام میں مصیبت سے پریشان ہوکر اپنے لیے موت کی دعا کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے ؛ کیوں کہ یہ جسم وجان ؛ بلکہ بدن کا ہر ہر عضو اللہ تعالیٰ کی ملک ہے، اسی خالق نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہی ان کا مالک ہے، اور اس نے ہمیں یہ ساری چیزیں بطور امانت صرف استعمال کے لیے دے رکھی ہیں ؛ اس لیے بدن کے کسی حصہ کو بلاضرورت ضرر پہنچانے کی شریعت میں اجازت نہیں ؛ یہاں تک کہ ہم اپنی ایک انگلی بھی نہیں کاٹ سکتے۔

مگر افسوس ! آج مسلم معاشرہ میں بھی خودکشی جیسی لعنت دیکھنے کو مل رہی ہے، کبھی کوئی غربت وافلاس سے تنگ آ کر خودکشی کرلیتا ہے، تو کبھی میاں بیوی کی آپسی ناراضگی اس کا سبب بنتی ہے، تو کبھی تجارت میں ناکامی اس لعنت کی وجہ ہوتی ہے، جو یقیناً دنیا و آخرت کے لیے بڑے خسارے کی بات ہے۔

ادارۂ دینیات نے اسے وقت کی ایک ضرورت سمجھا اور اس موضوع کے تحت قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک مختصر سا رسالہ تیار کیا، اس رسالے میں جہاں خودکشی کی مذمت بیان کی گئی ہے، وہیں معاشرے کو اس سے بچانے کی احتیاطی تدابیر کا بھی اس میں اجمالاً تذکرہ آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ادارے کی اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور پوری امت کے لیے اس رسالے کو نفع بخش بنائے (آمین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ . اَمَّا بَعۡدُ :

فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلَا تَقۡتُلُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا .

''اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے''۔ [سورۂ نساء:۲۹]

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام سے پہلے ''انسانی جان'' کی حیثیت اور اس کی قدر و قیمت کیڑے مکوڑوں کی جان سے زیادہ نہ تھی۔ پوری دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے ہر دور اور ہر صدی میں انسانی جان سے زیادہ سستی کوئی دوسری چیز نہیں تھی۔ رومیوں کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے حکمرانوں کو صرف تماشہ دکھانے اور انہیں خوش کرنے کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے تلواروں کے ذریعہ مقابلہ کرتے، اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھلاتے اور اپنی قیمتی اور پیاری جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے، اسی پر بس نہیں، بلکہ رومیوں کے یہاں ایک باپ اپنی اولاد کو بغیر کسی جھجھک اور ڈر کے قتل کر دیتا اور اس کو اپنا قانونی حق سمجھتا تھا، اور معاشرہ میں اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق حاصل نہ تھا، انسانی جان اتنی بے حیثیت ہوگئی تھی کہ روم کے علاوہ یورپ و ایشیاء کے بھی بہت سے ملکوں میں مہمانوں یا دوستوں کی تفریح کے لیے غلاموں کو وحشی جانوروں سے مروا ڈالنا، ان کو ذبح کرنا یا جلا دینا ایک معمولی کام تھا، شوہر اپنی بیوی کو کسی پالتو جانور کی طرح ذبح کر دیتا تھا اور یونان کے قانون میں اس بدترین گناہ کی کوئی سزا مقرر نہ تھی۔ الغرض ہر طرف جنگل راج تھا، پوری انسانیت بِلک رہی تھی، سِسک رہی تھی، ایسے ماحول میں ضرورت تھی کہ کوئی قانون آئے؛ تاکہ یہ ماحول ختم ہو اور لوگوں میں انسانی جان کی قدر و قیمت آئے۔

اسلام میں انسانی جان کی قدر و قیمت:

اسلام مذہب برائے مذہب نہیں؛ بلکہ وہ ایک جامع اور مکمل نظامِ زندگی کا نام ہے، وہ

امن وشانتی کا علمبردار، تڑپتے دلوں کی فریاد اور سسکتی روحوں کا علاج ہے؛ اس لیے اس نے لوگوں کو انسانی جانوں کی قدر و قیمت اور اس کی اہمیت بہت پُرزور انداز میں سمجھائی ہے، اس نے لوگوں کو بتایا کہ وہ دوسروں کی جان، مال حتیٰ کہ ان کی عزت وآبرو کا بھی مکمل خیال رکھیں اور کسی کو ناحق ہرگز قتل نہ کریں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ''اور تم ان جانوں کو قتل مت کرو جن کو (قتل کرنا) اللہ نے حرام قرار دیا ہے؛ مگر حق کی وجہ سے''

[سورۂ انعام: پارہ ۸، آیت ۱۵۱]

قرآن کریم کتنی وضاحت کے ساتھ انسانی جان کی حرمت کو بتلا رہا ہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں؛ البتہ حق کی بنیاد پر عدالت کے حکم سے قتل کیا جاسکتا ہے۔ حدیث شریف میں حق کی بنیاد پر قتل کرنے کی صرف تین صورتیں بیان کی گئی ہیں، جن میں انسانی جان کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے اور وہ تین صورتیں یہ ہیں۔

(۱) شادی شدہ ہونے کے باوجود کوئی بدکاری میں مبتلا ہوتا ہے، تو اس کو سنگسار کیا جائے گا۔

(۲) کسی نے ناحق کسی کو قتل کر دیا ہو، تو اس کو مقتول کے بدلے میں قتل کیا جائے گا، اس کو ''قصاص'' کہا جاتا ہے۔

(۳) اپنا دین حق ''اسلام'' چھوڑ کر کوئی مرتد ہوگیا، تو اس کو قتل کیا جائے گا؛ کیوں کہ اس نے اسلام کی توہین کی ہے۔ [بخاری: ۶۸۷۸، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے آخری ''تاریخی خطبہ'' میں جہاں بہت سی نصیحتیں فرمائی تھیں، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو انسانی جان کی حرمت وعزت کو بتاتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا: ''سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں، تمہارے مالوں اور تمہاری عزت وآبرو کو (ایک دوسرے پر) حرام کر دیا ہے، (یعنی یہ سب چیزیں حرمت اور عزت والی ہیں) جس

طرح اس شہر میں، اس مہینہ میں یہ دن محترم ہے"۔ [بخاری: ٦٧، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ]

یعنی جس طرح یہ دن، یہ مہینہ (ذی الحجہ) اور یہ شہر (مکہ) حرمت اور عزت والا ہے، اسی طرح دوسروں کی جان مال اور عزت وآبرو بھی محترم ہے، اور تم زمانۂ جاہلیت میں اشہرِ حُرُم (شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور رجب) میں قتل وقتال نہیں کرتے تھے؛ لیکن ان کے علاوہ دنوں میں قتل وقتال کو جائز سمجھتے تھے تو خوب اچھی طرح سمجھ لو! دوسرں کو ناحق قتل کرنا، ان کے مال ودولت اور عزت وآبرو پر حملہ کرنا؛ بلکہ کسی بھی طرح کی کوئی زیادتی کرنا تمہارے لیے ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام کردیا گیا ہے، اس لیے دیکھو! کبھی ایسا ناجائز کام ہرگز مت کرنا، گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں انسان کی جان، مال اور عزت وآبرو پر کسی طرح کی زیادتی کرنے سے جو گناہ ہوتا ہے، اس کو سختی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔
[عمدۃ القاری: ٢٦/ ٣٠٢]

اسلام نے جہاں ناحق دوسروں کی جان ہلاک کرنے کو حرام قرار دیا ہے، وہیں اس نے انسان کو خود اپنی جان ہلاک کرنے سے بھی منع کیا ہے، جس کو "خودکشی" کہا جاتا ہے؛ بلکہ اس نے خودکشی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں اور سزائیں سنائی ہیں، جیسا کہ اس کی مکمل تفصیل آگے آرہی ہے۔

خودکشی حرام ہے:

یہ جسم وجان اللہ کی امانت ہے، یہ ہاتھ پاؤں، یہ پیٹ پیٹھ، یہ کان، ناک، آنکھ، غرض یہ کہ انسان کے بدن کا ہر ہر عضو اللہ کی ملکیت ہے، اُسی نے ان تمام چیزوں کو بنایا ہے اور وہی ان کا مالک ہے، ہم ان کے مالک نہیں ہیں، اس نے محض اپنے فضل وکرم سے امانت کے طور پر ہمیں یہ چیزیں صرف استعمال کے لیے دے رکھی ہیں اور مرنے کے بعد ایک دن یہ امانتیں ہم سے پھر لے لی جائیں گی، جب یہ جسم وجان اللہ کی امانت ہے، تو پھر اس پر کسی

طرح کی زیادتی کرنے ، یا اس کو ہلاک کرنے کا کسی کو کوئی حق حاصل نہیں؛ حتی کہ شریعتِ اسلام میں انسان کو اپنی ایک انگلی کاٹنے کی بھی اجازت نہیں ہے ۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ ایسا ہی پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ ہجرت کی ، ایک مرتبہ وہ شخص بیمار پڑ گیا اور بیماری کی تکلیف کی وجہ سے چاقو سے انگلیوں کے پوروے کاٹ ڈالے، اس کے ہاتھ سے بہت خون بہنے لگا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا؛ البتہ اس کے ہاتھ ڈھکے ہوئے تھے۔

انہوں نے پوچھا: تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہجرت کرنے کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت کردی۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ ہاتھ ڈھکے ہوئے کیوں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ: مجھ سے کہا گیا ہے (اللہ تعالی نے کہا ہے) کہ ہم اس چیز کو درست نہیں کرتے جسے تم نے خود بگاڑ لیا ہے۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خدا ان کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔ [مسلم: ۳۲۶، عن جابر رضی اللہ عنہ]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں خود اپنی جان؛ بلکہ جسم کے ایک ایک عضو کی بھی کتنی اہمیت ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص خودکشی کرتا ہے اور اپنی جان کو خود ہلاک کرتا ہے، تو وہ ایک ناجائز اور حرام کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں اور قرآن وحدیث میں ایسے شخص کے لیے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

خودکشی چاہے جس وجہ سے کی جائے حرام ہے:

خودکشی کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں، کبھی انسان غربت وافلاس سے تنگ آ کر خودکشی

کرلیتا ہے، توکبھی کسی گناہ وجرم کی ذلت ورسوائی سے بچنے کے لیے خودکشی کرلیتا ہے، توکبھی میاں بیوی کی آپسی ناراضگی اس کا سبب بنتی ہے، توکبھی عشق میں ناکامی کی صورت میں نوجوان لڑکے اورلڑکیاں خودکشی کرلیتے ہیں، کبھی انسان تجارت میں ناکامی، معاشی پریشانی کی وجہ سے اپنے آپ کوہلاک کرلیتا ہے، توکبھی خطرناک بیماری سے نجات پانے یاکسی بیماری سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان گنوا دیتا ہے، کبھی انسان گھریلو یا دوسرے حالات ومسائل کے سامنے اتنا مجبوراور بے بس ہوجاتا ہے کہ اسے اپنی ذات سے ہی نفرت ہونے لگتی ہے اورخودکشی کرلیتا ہے؛ مگر یاد رکھیے کہ خودکشی چاہے جس وجہ سے کی جائے حرام ہے۔

موت کی تمنا کرنے کی اجازت نہیں توخودکشی کی کیسے؟

اگرکوئی شخص عمرمیں زیادتی کی دعا کرتا ہے؛ تاکہ وہ اللہ کی اطاعت کرے اوراللہ کی رضا وخوشنودی کا حقدار بن کر دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کرے، تواس دعا کی نہ صرف یہ کہ شریعت میں اجازت ہے؛ بلکہ یہ ایک پسندیدہ امر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ. [شعب الایمان:۳۸۱۵،عن انس رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے رجب اورشعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا دیجیے۔ (ہماری عمر لمبی کر دیجیے اورہمیں رمضان تک زندہ رکھیے؛ تاکہ میں آپ کی اطاعت وفرماں برداری کروں اوررمضان کے انوار وبرکات سے فائدہ اٹھاسکوں۔)

اس لیے اگرکوئی شخص اس نیت سے اپنی عمرمیں زیادتی کی دعا کرتا ہے کہ اگرمیری عمر میں اضافہ ہوجائے گا، تواس عمرکومیں اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق صحیح استعمال کروں گا، اور پھروہ آخرت میں کام آئے گی، توعمرکی زیادتی کی یہ دعا کرنا اس حدیث سے ثابت ہے؛ لہٰذا یہ دعا مانگنی چاہیے کہ یااللہ! میری عمرمیں اضافہ فرمادے تاکہ میں اس میں آپ کی رضا

کے مطابق کام کرسکوں، اور جس وقت میں آپ کی بارگاہ میں پہنچوں، تو اس وقت آپ کی رضا کا حقدار بنوں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ أَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِیْ. [بخاری: ۵۶۷۱، عن انس رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: اے اللہ! میرے حق میں جب تک زندہ رہنا بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے حق میں موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما۔

اس لیے اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کے لیے عمر کی زیادتی کی دعا کرنا یا یہ دعا کرنا کہ ''اے اللہ! آپ جانتے ہیں میرے حق میں کب تک زندہ رہنا بہتر ہے اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے حق میں موت بہتر ہو تو ایمان پر موت نصیب فرما'' جائز ہے؛ لیکن جو لوگ پریشانی، مصیبت، رزق میں تنگی، گھریلو حالات یا کسی دوسری وجہ سے موت کی تمنا کرتے ہیں اور اس قسم کی دعا کرتے ہیں کہ ''یا اللہ! اب تو اس دنیا سے اٹھا ہی لے'' تو ایسی دعائیں کرنا صحیح نہیں؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کی تمنا والی ایسی دعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ موت کی تمنا مت کرو؛ اس لیے کہ آخرت کی ہولنا کی بہت سخت ہے۔ (کیا تم نے آخرت کے لیے کچھ تیاری بھی کر رکھی ہے؟) لمبی عمر ملنا اور ساتھ میں اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق کامل جانا یہ انسان کی خوش نصیبی ہے۔

[شعب الایمان: ۱۰۵۸۹، عن جابر رضی اللہ عنہ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''تم لوگ موت کی تمنا مت کرو'' تو میں (پریشانی کی وجہ سے) ضرور موت کی تمنا کرتا۔ [بخاری: ۷۲۳۳، عن انس رضی اللہ عنہ]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے، حضرت عباس جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے، ان کو کسی پریشانی کی شکایت تھی اور وہ موت کی تمنا کر رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! موت کی تمنا مت کیجیے؛ کیوں کہ اگر آپ کے اعمال نیک اور اچھے ہیں، تو لمبی عمر ملنے کی وجہ سے آپ کی نیکیوں میں اضافہ ہو جائے گا، اور یہ آپ کے لیے بہتر ہوگا اور اگر (خدانخواستہ) اعمال درست نہ ہوں تو لمبی عمر ملنے کی وجہ سے کبھی آپ کو اپنی اصلاح کی فکر ہو جائے گی، تو یہ آپ کے لیے بہتر ہوگا؛ اس لیے موت کی تمنا مت کیجیے۔ [اتحاف الخیرۃ المھرۃ: ۱۸۱۰، عن ام الفضل رضی اللہ عنہا]

ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے اچھا انسان کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو۔ [ترمذی: ۲۳۳۰، عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ]

ذرا گہرائی کے ساتھ سوچنے کی بات ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبی عمر پانے والے اور نیک عمل کرنے والے کو ''اچھا اور خوش نصیب انسان'' کہا ہے اور موت کی تمنا کرنے کو بہت سختی کے ساتھ منع کیا ہے، تو پھر ایک انسان کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ موت کی تمنا سے بھی بڑھ کر خودکشی ہی کر لے؟ خاص طور سے اس وقت جب کہ قرآن و حدیث میں واضح انداز سے خودکشی سے بھی منع کیا گیا ہو؛ بلکہ خودکشی کرنے والوں کے لیے سخت سزائیں سنائی گئی ہوں جیسا کہ اس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

کیا یہ سوچ کر خودکشی کی جارہی ہے کہ پریشانیاں ہیں، مصیبتیں ہیں، طرح طرح کی الجھنیں ہیں، ایسی زندگی سے مرجانا ہی بہتر ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کرنے سے پریشانیاں ختم ہو جائیں گی؟ سکون مل جائے گا؟ ہرگز نہیں، اس سے اللہ تعالیٰ اور ناراض ہوں گے، اور اس جہنم کا فیصلہ ہو جائے گا، جہاں کی سختیوں اور سزاؤں کے مقابلہ میں دنیا کی یہ پریشانیاں کچھ بھی نہیں ہیں اور پھر اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ ہم نے وہاں کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس لیے مصیبتوں پر صبر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! عافیت عطا فرما، ہم کمزور و بے بس ہیں ہمیں آزمائشوں میں نہ ڈال، ہمیں

دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی راحت وسکون نصیب فرما۔

خودکشی کی حرمت قرآن سے:

ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے''۔ [سورۂ نساء: ۲۹]

اسی آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ دیکھو! تم آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ؛ مگر یہ کہ کوئی تجارت آپسی رضامندی سے ہوئی ہو (تو اس میں سے کھانا جائز ہے؛ کیوں کہ وہ تمہارا مال ہے) پھر اس کے بعد فرمایا: ''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو'' اس کا سیدھا سادہ مطلب تو یہی ہے کہ جس طرح دوسرے کا مال ناحق طریقے سے کھانا حرام ہے، کسی کی جان لینا اس سے زیادہ حرام ہے۔ دوسرے کی جان لینے کو ''اپنے آپ کو قتل کرنے'' سے تعبیر کر کے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ کسی دوسرے کو قتل کرنا بالآخر اپنے آپ ہی کو قتل کرنا ہے؛ کیوں کہ اس کے بدلے (قصاص) میں خود قاتل قتل ہو سکتا ہے، اور اگر یہاں قتل نہ بھی ہو تو آخرت میں اس کی جو سزا ملنی ہے وہ موت سے بھی بدتر ہوگی۔ اسی طرح اس تعبیر سے خودکشی کی ممانعت بھی واضح ہو گئی۔ دوسرے کسی کا مال ناحق کھانے کے ساتھ یہ جملہ لانے سے اس طرف بھی اشارہ ممکن ہے کہ جب ناحق مال کھانے کا رواج معاشرہ میں عام ہو جائے، تو اس کا نتیجہ اجتماعی خودکشی کی صورت میں نکلتا ہے۔ [آسان ترجمۂ قرآن: ج ۱ ص ۲۶۲]

مذکورہ آیت میں ''خودکشی'' کی ممانعت کی دلیل حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی ہو سکتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذاتُ السَّلاسِل میں مجھے سخت ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا، سخت ٹھنڈی کی وجہ سے غسل کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، مجھے ڈر لگا کہ اگر میں نہاؤں گا تو سردی مجھے ہلاک کر دے گی، میں نے تیمم کر کے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ لی، بعد میں میں نے اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا

،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: جنابت کی حالت میں تم نے نماز پڑھ لی؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غسل کے بدلے تیمم کرنے کی وجہ بیان کردی (کہ سردی اس قدر تھی کہ ہلاکت کا اندیشہ تھا)، پھر میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے: ”وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا“ ترجمہ: اور تم اپنی جانوں کو قتل مت کرو، یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور کچھ نہیں فرمایا۔

[ابوداود: ۳۳۴ عن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں ”قتل نفس“ کی تفسیر ”خودکشی اور اپنی ہلاکت“ سے فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا انکار بھی نہیں کیا، تو اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ خودکشی کرنا حرام ہے۔

خودکشی احادیث کی روشنی میں:

خودکشی کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خودکشی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے کچھ احادیث نیچے ذکر کی جارہی ہیں۔

خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے:

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلی امتوں میں ایک شخص کو پھوڑا نکلا، جب اسے تکلیف زیادہ ہونے لگی، تو اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اس پھوڑے کو چیر دیا، جس کی وجہ سے اس کے پھوڑے سے مسلسل خون بہنے لگا؛ یہاں تک کہ اس کی موت ہوگئی، تو اللہ تعالی نے فرمایا: ”میں نے اس پر جنت کو حرام کردیا“ (؛ کیوں کہ اس نے خودکشی کی ہے)۔ [مسلم: ۳۲۱، عن جندب رضی اللہ عنہ]

خودکشی پر جہنم کی وعید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو جس چیز کے ذریعے قتل کرے گا (خودکشی

کرے گا)، اللہ تعالی جہنم کی آگ میں اس کو اسی چیز کے ذریعے عذاب دیں گے۔

[مسلم: ۳۱۸، عن ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ]

مطلب یہ ہے کہ جو جس طریقے سے اپنی جان کو ہلاک کرے گا، جہنم میں وہی فعل اپنے ساتھ کرتا رہے گا۔ اس کی مکمل وضاحت اگلی دو احادیث میں کی گئی ہے۔

جس طرح خودکشی کرے گا اسی طرح سزا ہوگی:

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرے گا وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹ گھونٹ کر خودکشی کرتا رہے گا، اور جو شخص نیزہ سے خودکشی کرلے گا، وہ جہنم میں اپنے کو نیزے سے مار مار کر خودکشی کرتا رہے گا۔ [بخاری: ۱۳۶۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے (کی کسی چیز) سے قتل کیا، تو اس کا وہ لوہا (آخرت) میں اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم کی آگ میں اپنے جسم پر مار رہا ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا اور جس آدمی نے زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کر دیا، تو وہ جہنم کی آگ میں اسی زہر کو ہمیشہ ہمیش پیتا رہے گا، اور جس نے پہاڑ سے گرا کر اپنے آپ کو قتل کر دیا، تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کی آگ میں اپنے آپ کو گراتا رہے گا۔ [مسلم: ۳۱۳، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

نوٹ: اس حدیث میں خودکشی کی سزا کی سختی کو بیان کرنا مقصود ہے؛ اس لیے کہا گیا ہے کہ "وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا" ورنہ ایک ایمان والا اپنے ایمان کی وجہ سے جنت میں ضرور جائے گا؛ اگرچہ اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد ہی سہی۔

خودکشی کے برے انجام کا عبرتناک واقعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جنگ حُنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو مسلمان کہلاتا تھا۔ فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے؛ لیکن جب (کافروں کے ساتھ) لڑائی کا وقت آیا، تو اس نے بڑی زبردست

لڑائی لڑی اور خوب قتل کیا، اور اس میں وہ زخمی بھی ہوگیا۔

لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے جس کے بارے میں کہا تھا کہ یہ شخص جہنمی ہے اس نے تو آج زبردست لڑائی لڑی اور آخر کار اسی لڑائی میں وہ مر بھی گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت بھی یہی فرمایا: وہ جہنم میں گیا۔ قریب تھا کہ بعض مسلمان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے) شک میں پڑ جائیں (کیوں کہ اس کا ظاہر بہت اچھا تھا) کہ اتنے میں خبر آئی کہ وہ شخص مرا نہیں تھا؛ بلکہ زندہ تھا؛ لیکن بہت زیادہ زخمی ہوگیا تھا۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور خودکشی کرلی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ أَشْھَدُ أَنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ'' اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردو، پھر انھوں نے لوگوں میں اعلان کردیا کہ: ''جنت میں صرف وہی شخص جائے گا جو مسلمان ہوا اور اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد برُے آدمی سے بھی کرادیتا ہے۔ [مسلم:۳۱۹]

معاشرے کو ''خودکشی'' جیسی لعنت سے کیسے بچایا جائے؟

انسانی معاشرے میں خودکشی کی لعنت بڑی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے؛ اس لیے ضروری ہے کہ انسانیت کو اس سے بچایا جائے اور اس کے لیے وہ تمام طریقے اور اسباب اختیار کیے جائیں، جو اس سلسلے میں کارآمد اور مفید ہوں۔ ملک وقوم کو اس لعنت سے بچانے کے لیے ذیل میں چند مفید طریقۂ کار ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا معاشرے کو خودکشی؛ بلکہ تمام ناجائز اور حرام کاموں سے بچانے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، جس سے ہر طرح کی برائیوں کو ختم کیا جا سکتا ہے، اور ہر طرح کی بری عادتوں کو چھڑایا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ جب انسان کے دل میں

اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر رہوتا ہے، تو خود بخود اس کو برائیوں سے نفرت ہونے لگتی ہے اور وہ گناہوں سے باز آجاتا ہے۔

② خودکشی کرنے پر جو وعیدیں اور سزائیں قرآن وحدیث میں ذکر کی گئی ہیں، ان سے لوگوں کو واقف کرانا ضروری ہے؛ تاکہ خودکشی جیسے گناہ میں کوئی مبتلا نہ ہو۔

③ لوگوں کو پریشانیوں پر صبر کی تلقین کرنا اور صبر کرنے والوں کے لیے قرآن و حدیث میں جو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو بتانا بھی ضروری ہے کہ انسانی زندگی میں حالات، مسائل اور پریشانیاں آتی رہتی ہیں، انہیں حالات و پریشانیوں سے گذر کر انسانی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے اور ان تمام پریشانیوں کا سب سے بہترین علاج صبر ہے۔ صبر کرنے والوں کو اس کا بہت اچھا بدلہ اور ثواب ملتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں ان کا ثواب انھیں بے حساب دیا جائے گا۔ [سورۂ زمر: ۱۰]

اگر کوئی انسان اپنی بیماری سے مایوس اور پریشان ہو تو اس کو بتایا جائے کہ جتنی بھی بیماریاں ہیں، یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے شفا بھی اتاری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے کوئی بیماری نہیں اتاری؛ مگر اس کے لیے شفا بھی اتاری ہے''۔ [بخاری: ۵۶۷۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اس لیے ان شاء اللہ ضرور اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دیں گے، ابھی جو یہ بیماری آپ کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اس سے آپ کے گناہ جھڑ رہے ہیں۔

اسی طرح آدمی جب دانے دانے کا محتاج ہو جاتا ہے، بھوک مٹانے کے لیے کچھ نہیں

ملتا اور گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہوتا ہے، تو اسے خود اپنا اور اپنی اولاد کا وجود بوجھ نظر آتا ہے، اور اس کے نزدیک اس سے چھٹکارا اور نجات پانے کے لیے خودکشی سے بہتر کوئی راہ نہیں ہوتی، تو اس لیے وہ خودکشی جیسا بھیانک قدم اٹھاتا ہے، تو ایسے لوگوں کو پیار سے اللہ کا یہ فیصلہ سنائیں:

''غربت اور مفلسی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو''۔

[سورۂ انعام ، ۱۵۱]

''زمین پر جو بھی جاندار ہے ہر ایک کی روزی کی ذمہ داری اللہ کے اوپر ہے''۔

[ہود:٦]

غرض یہ کہ پریشانیوں میں پڑے ہوئے لوگوں کو سمجھانا اور صبر کی تلقین کرنا معاشرہ کو خودکشی سے بچانے کا اہم ذریعہ ہے۔

④ انبیاء کرام پر کافروں کی طرف سے جو مصیبتیں آئیں ، اور ان پر جو مظالم کیے گئے ، ان پر انہوں نے کتنا صبر کیا ، ایسے واقعات لوگوں کو بتائے جائیں ، اسی طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات سنائے جائیں ، جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بہت ساری تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں ، اور ان پر طرح طرح کے ظلم بھی کیے گئے ؛ لیکن پھر بھی انہوں نے صبر ہی سے کام لیا۔

⑤ پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات پانے کے لیے دعاؤں کے اہتمام کی تلقین کی جائے ، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''مجھ سے مانگو ؛ میں تمھیں عطا کروں گا''۔ [غافر:٦٠]

اگر یہ طریقے اختیار کیے جائیں تو انشاء اللہ معاشرہ ''خودکشی'' جیسی لعنت سے محفوظ رہ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بلکہ پوری انسانیت کو اپنی جانوں کی حفاظت کا احساس دلائے ، پریشانی اور مصیبت میں صبر کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ (آمین)